سورة الانبياء

آیات ۱ - ۱۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا
اسۡتَمَعُوۡہُ وَ ہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ لَاہِیَۃً قُلُوۡبُہُمۡ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّجۡوَی ٭ۖ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ ہَلۡ ہٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثۡلُکُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَ اَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِی السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ۫ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ
الۡعَلِیۡمُ ﴿۴﴾ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۭ بَلِ افۡتَرٰىہُ بَلۡ ہُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلۡیَاۡتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۵﴾
مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَہۡلَکۡنٰہَا ۚ اَفَہُمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ
فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷﴾ وَ مَا جَعَلۡنٰہُمۡ جَسَدًا لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ مَا کَانُوۡا خٰلِدِیۡنَ
﴿۸﴾ ثُمَّ صَدَقۡنٰہُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَیۡنٰہُمۡ وَ مَنۡ نَّشَآءُ وَ اَہۡلَکۡنَا الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۹﴾ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡہِ
ذِکۡرُکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿٪۱۰﴾

وَ کَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡیَۃٍ کَانَتۡ ظَالِمَۃً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَہَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا ہُمۡ مِّنۡہَا
یَرۡکُضُوۡنَ ﴿ؕ۱۲﴾ لَا تَرۡکُضُوۡا وَ ارۡجِعُوۡۤا اِلٰی مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِیۡہِ وَ مَسٰکِنِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَاۤ اِنَّا کُنَّا
ظٰلِمِیۡنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتۡ تِّلۡکَ دَعۡوٰىہُمۡ حَتّٰی جَعَلۡنٰہُمۡ حَصِیۡدًا خٰمِدِیۡنَ ﴿۱۵﴾

سُوْرَة الْاَنْبِيَآء

- **نام** سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء - اس سورت کا نام کسی خاص آیت سے ماخوذ نہیں ہے،اس سورت میں بہت سے انبیائے کرام کا ذکر کیا گیا ہے۔اس مناسبت سے اس سورت کا نام الانبیاء تجویز کیا گیا ہے۔ یہ بھی موضوع کے لحاظ سے سورۃ کا عنوان نہیں ہے بلکہ محض پہچاننے کے لیے ایک علامت ہے۔
- **سورت کا حجم** : سورت کی آیات کی تعداد 112 ہے(عاصمؒ کی قرآت کے مطابق)اوراس میں 7رکوع ہیں
- **زمانۂ نزول** — حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الکھف،مریم،طٰہٰ اور انبیاء یہ چاروں سورتیں نزول کے اعتبار سے ابتدائی سورتیں ہیں اور میری یہ قدیم دولت اور کمائی ہیں جن کی میں ہمیشہ حفاظت کرتا ہوں۔ (قرطبی)

اپنے مضمون اور انداز بیان سے بھی یہ سورت مکی دورِ نزول کے متوسط دور کی معلوم ہوتی ہے (جو مکی دورِ نزول کا تیسرا دور ہے)،غالباً ۹ یا ۱۰ نبوی میں نازل ہوئی (سورۃ المؤمنون کے ساتھ)۔اہل ایمان اور اہل شرک کے درمیان سخت کشمکش کا دور

- **سورت کا ربط**: سابقہ دو سورتوں(مریم اور طٰہٰ) میں حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کے حوالے تھے، اور ان کی زندگیوں اور ان کی دعوت سے استدلال کر کے یہود اور نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ یہاں اس سورت میں متعدد انبیاء علیہم السلام کا اجمالی اور ابراہیم اعلیہ السلام کا تفصیلی ذکر۔ جس کے حوالے سے سلسلۂ انبیاء کی آخری کڑی نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی

– اس سورت میں مشرکین کو خبردار کیا گیا کہ ان پر بتدریج زمین تنگ کی جارہی ہے اور جلد مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا

– اگلی سورۃ (حج) میں مسلمانوں کو مشرکین کے خلاف دفاعی جنگ (اذنِ قتال) کی اجازت دی گئی

سُوْرَۃ الْاَنْبِيَآء - خصوصیات

- ⇦ دیگر مکی سورت کی طرح اس سورت کا موضوع سخن بھی اسلامی نظریہ حیات کے بڑے بڑے موضوعات یعنی عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت اور عقیدہ بعث بعد الموت
- ⇦ اس سورت میں ان موضوعات کو بیان کرنے کا طریقہ -کائنات میں جاری قوانین قدرت کو بیان کر کے اسلامی نظریہ حیات کو ان کے ساتھ جوڑا جائے، اس لیے کہ اسلامی نظریہ حیات بھی اس کائنات ہی کا ایک حصہ ہے (اور یہ سب حق پر قائم ہیں)
- ⇦ اسی لیے یہ سورت انسان کو کائنات کی سیر کرا کے س اس بات پر متوجہ کرتی ہے کہ جیسے یہ سارا نظام ایک ہی اصول پر چل رہا ہے، ویسے ہی اس کا خالق اور چلانے والا بھی ایک ہی ہے، صرف وہی مقتدرِ اعلیٰ ہے اور اس کے کام میں کوئی شریک نہیں۔
- ⇦ تخلیقِ کائنات اور تخلیقِ انسان کے ایک خاص مقصد کی وضاحت کی گئی ہے (انسان کی تخلیق کا مقصد- خیر و شر کی آزمائش)
- ⇦ طویل ترین انسانی تاریخ، متعدد انبیاء و رسول اور مختلف اقوام و زمان کے باوجود یہ عقیدہ ایک ہی رہا ہے۔اس بات کو متعدد انبیاء، ان کی حیثیت، دعوت، ان کی ذمہ داریاں اور ان کے اعلیٰ کردار کی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے
- ⇦ زمین و آسمان کے بارے میں عجیب و غریب انکشاف-- کہ پہلے یہ دونوں آپس میں جڑے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جدا کیا
- ⇦ اسی طرح پانی کے بارے میں عجیب و غریب انکشاف-- کہ ہر زندہ چیز کو اللہ نے پانی سے پیدا فرمایا

○ **مرکزی مضمون** — تمام انبیاء توحید کی دعوت دیتے رہے، نجات صرف توحید اور اقامتِ دین میں ہے، اور محمد ﷺ کی بعثت انسانیت کے لیے رحمت ہے نہ کہ زحمت، آپ ﷺ اپنے جدِامجد ابراہیم علیہ السلام کے صحیح وارث ہیں۔ جو لوگ آپؐ کی اس پیش کردہ دعوت کو رد کریں گے وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہیں گے جبکہ صالحین ہی زمین کے وارث بنیں گے۔

سُوْرَۃ الْاَنْبِیَآء - سورت کے مضامین

1. **رسالت پر اعتراضات** : اہلِ قریش کہتے تھے: بشر رسول نہیں ہو سکتا۔ سورۃ الانبیاء میں ان کے اس اعتراض کو توڑ کر بتایا گیا کہ رسول انسان ہی ہوا کرتے ہیں تاکہ وہ انسانوں کی رہنمائی کر سکیں

2. **قرآن اور نبی ﷺ پر الزامات**: مکہ کے مشرکین نے قرآن اور نبی ﷺ پر مختلف اور متضاد الزامات لگائے۔ کبھی کہتے: یہ جادو ہے، کبھی شاعر کہتے، اور کبھی افسانہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر الزام کو حکمت سے رد فرمایا

3. **زندگی کھیل تماشا نہیں** : ان کا نظریہ تھا کہ یہ دنیا بس کھیل اور تماشے کی جگہ ہے۔ اللہ نے واضح کیا کہ یہ زندگی ایک سنجیدہ امتحان ہے، اور آخرت میں ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا

4. **شرک کی تردید**: شرک کو جہالت اور ضد قرار دیا گیا۔ کائنات کے نظام، زمین و آسمان کی وحدت، اور ہر چیز کی بندگی کے ذریعے توحید کے وزنی دلائل پیش کیے گئے

5. **عذاب کے بارے میں غلط فہمیاں**: کفار کہتے تھے کہ اگر واقعی کوئی عذاب ہے تو اب تک کیوں نہیں آیا؟ قرآن نے بتایا کہ مہلت دینا اللہ کی سنت ہے، لیکن جب فیصلہ آتا ہے تو پھر کسی کو بچنے کی مہلت نہیں ملتی

6. **انبیاء کی تاریخ سے سبق** : مختلف انبیاء کے حالات سنائے گئے: سب نے مصائب دیکھے، سب نے صبر کیا، اور آخر کار اللہ کی مدد ان کے شاملِ حال ہوئی۔ یہ تسلی ہے نبی ﷺ کے لیے اور تنبیہ ہے کفار کے لیے

7. **نجات کا اصول** : نجات اور کامیابی صرف اللہ کے نیک بندوں کے لیے ہے۔ باقی سب اپنے اعمال کے بوجھ تلے ہلاک ہوں گے

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء

آیات 112

مکیة

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ

تمام انبیاء کی دعوت کا محور توحید اور دین کی دعوت و اقامت ہے؛ نجات اسی میں ہے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ جو اس دعوت کو رد کریں گے وہ خسارے میں رہیں گے، جبکہ زمین کی وراثت صالحین کو ملے گی۔

قریش کو انذار و تنبیہ - توحید کے دلائل اور انکارِ رسالت پر وعید

آیات 1-47

آیات 1 تا 15
قریش کے لیے اتمامِ حجت: انذار مکذبین کو یاد دہانی- تاریخ عالم کا حوالہ

آیات 16 تا 29
کائنات کی حقیقت اور انجام: توحید کا اثبات اور شرک کی تردید

آیات 30 تا 41
کائنات کی نشانیوں سے استدلال اور کفار کے اعتراضات کا جواب

آیات 42 تا 47
دعوتِ حق کا غلبہ اور منکرین کو انجام کی تنبیہ

تاریخ نبوت اور کارِ نبوت

آیات 48-91

آیات 48 تا 50
موسیٰؑ وہارونؑ کا ذکر- قرآن و تورات کی مشترکہ دعوتِ توحید

آیات 51 تا 73
ابراہیم علیہ السلام کی توحیدی خدمات—عقیدۂ توحید

آیات 74 تا 77
لوطؑ اور نوحؑ کی نجات مجرمین کی ہلاکت

آیات 78 تا 86
صابر و شاکر انبیاء کی مثالیں اہل ایمان کی حوصلہ افزائی

آیات 87 تا 90
خدا کی قدرت و حکمت کے مظاہرے - یونس، زکریا، یحییٰ، ۹۱ علیہم السلام کا حوالہ

آیات 91
اللہ کی قدرت کی نشانی: حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ

اختتامیہ - دعوتِ انبیا کا تسلسل اور آخری فیصلے کی تنبیہ

آیات 92 -112

آیات 92 تا 95
تمام انبیاء کی ایک ہی ملت کی طرف دعوت، توحید کی ملت— پھر لوگوں کا اختلاف

آیات 96 تا 106
قربِ قیامت کی تنبیہ
اہل شرک کا انجام
اہل ایمان و توحید کا انجام

آیات 107 تا 112
آپ ﷺ رحمت اللعالمین اور آپؐ پر ایمان لانے کی دعوت
مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ ۞ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۙ ۞ لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ - بہت قریب آگیا ہے لوگوں کے لیے انکا حساب

اِقْتَرَبَ يَقْتَرِبُ ، اِقْتِرَابًا : قریب آنا (VIII)

وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ - جبکہ وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں

أعرضَ يُعرض ، إعراضًا : منہ موڑنا (IV)

مُعرِض : منہ موڑنے والا - اس کی جمع مُعرِضون

مَا يَاۡتِيۡهِمۡ - نہیں آئی ان کے پاس

اَتٰى يَاْتِىْ ، اِتْيَانٌ : آنا

مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ - کوئی نصیحت ان کے رب کی طرف سے

أحْدَثَ يُحْدِثُ ، إحْداثًا : نئی چیز پیدا کرنا

مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ - (جو) نئی (ہو) مگر وہ سنتے ہیں اسے

مُحدَث : نئی،جدید (مفعول)

(س م ع) اِسْتَمَعَ يَسْتَمِعُ ، اِسْتِمَاعٌ : غور سے سننا (VIII)

وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ - اس حال میں کہ وہ کھیل رہے ہوتے ہیں

لَعِبَ يَلْعَبُ ، لَعْبًا : کھیلنا

لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ - غافل ہیں ان کے دل

(ل ھ و) لَهِيَ ، يَلْهَى : کھیل کود میں مشغول ہونا

لَاهٍ : غافل (مذکر)

لَاهِيَةٌ : غافل (مؤنث)

وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى - اور (ان لوگوں نے) خفیہ سرگوشی کی

اَسَرَّ يُسِرُّ ، اِسْرَارٌ : چھپانا (IV)

النَّجْوَى : سرگوشی

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝٣ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۫ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٤

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا - جنھوں نے ظلم کیا

هَلْ هٰذَآ اِلَّا - (کہ) کیا ہے یہ (رسول) مگر

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ - ایک انسان تمہاری طرح

مِثْل : مثال

اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ - تو کیا تم آتے ہو جادو کے پاس

اَ : ہمزہ استفہامیہ

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ : آنا

سِحْر : جادو

وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ - حالانکہ تم دیکھ (بھی) رہے ہو

(ب ص ر)

اَبْصَرَ يُبْصِرُ ، اِبْصَارٌ : دیکھنا (سمجھ لینا)
کسی چیز کو حقیقت میں سمجھ کر دیکھنا (IV)

قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ - اس نے کہا میرا رب جانتا ہے (ہر) بات کو

فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ - جو زمین و آسمان میں ہے

وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - اور وہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ ② لَاهِيَةً
قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ
وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④

قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت، اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس جو تازہ نصیحت بھی ان کے رب کی طرف سے آتی ہے اُس کو بہ تکلف سنتے ہیں اور کھیل میں پڑے رہتے ہیں، دِل ان کے (دوسری ہی فکروں میں) منہمک ہیں اور ظالم آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ "یہ شخص آخر تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے، پھر کیا تم آنکھوں دیکھتے جادُو کے پھندے میں پھنس جاؤگے؟ رسُولؐ نے کہا میرا رب ہر اُس بات کو جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں کی جائے، وہ سمیع اور علیم ہے

The time of people's reckoning has drawn near, and yet they turn aside in heedlessness. Whenever any fresh admonition3 comes to them from their Lord they barely heed it and remain immersed in play, their hearts being set on other concerns. The wrong-doers whisper to one another: "This person is no more than a mortal like yourselves. Will you, then, be enchanted by sorcery while you see?" He said: "My Lord knows well all that is spoken in the heavens and the earth. He is All-Hearing, All- Knowing."

محمد اقبال

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَ هُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَ هُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

قریش کے رویئے پر تنبیہ (سابق سورت کے مضمون کا تسلسل)

- قریش اور دنیا کے لوگوں کا سب سے بڑا بگاڑ یہ تھا کہ وہ دنیا کو بے مقصد سمجھتے تھے اور انسان کی زندگی کو محض کھانے پینے اور اپنی مرضی کے مطابق جینے تک محدود جانتے تھے، اس کے بعد موت کو ہی سب کچھ کا انجام سمجھتے تھے۔ اسی غلط فہمی کی بنا پر قریش کو ان کے غیر سنجیدہ رویئے پر بار بار توجہ دلانے کے باوجود ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔
- لوگوں کے محاسبے کا وقت قریب آ لگا ہے : (۱) اس کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ قیامت کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب لوگوں کو اپنا حساب دینے کے لیے اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا۔ محمد (ﷺ) کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔ اب وہ اپنے آغاز کی بہ نسبت اپنے انجام سے قریب تر ہے۔ آغاز اور وسط کے مرحلے گزر چکے ہیں اور آخری مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا (بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ) میں ایسے وقت پر مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ " یعنی میرے بعد بس قیامت ہی ہے۔ کسی اور نبی کی دعوت بیچ میں حائل نہیں ہے۔ سنبھلنا ہے تو میری دعوت پر سنبھل جاؤ۔ کوئی اور ہادی اور بشیر و نذیر آنے والا نہیں ہے۔ **غفلت** اور **اعراض** جس میں یہ مبتلا ہیں ان کے لیے تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہیں —یہ اس لیے کہ ان کے نزدیک دنیا محض کھیل تماشا ہے اور وہ آخرت کو ماننے پر تیار نہیں۔
- (۲) اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر شخص کی موت اس کے پاؤں کے تسمے کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کسی وقت بھی آخری وقت آ سکتا ہے۔ موت کے بعد قبر میں پہنچتے ہی ہر انسان کو ایک اجمالی محاسبے سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے اسے شخصی قیامت کہا گیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ ، جو شخص مر گیا اس کی قیامت تو قائم ہو گئی

لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۫ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۴﴾

قریش کے اعراض کا سبب

- یہاں کفار کے اعراض کی کیفیت بیان ہوئی ہے کہ ان کا رویہ غفلت، لاابالی پن اور شرارت سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن بار بار تذکیر کرتا ہے مگر وہ نئ سورت سننا بھی گوارا نہیں کرتے، اور اگر سنیں تو تکلف سے اور مذاق کے طور پر۔ نبی کریم ﷺ ہمدردی سے انہیں زندگی کے مقصد اور آخرت کے حساب کی یاد دہانی کراتے ہیں لیکن وہ اسے نادانی کہہ کر ٹھکراتے ہیں
- یہاں قریش کے سرداروں اور دانشوروں کی وہ باتیں بیان کی جا رہی ہیں جو وہ اپنی محفلوں میں قرآن اور رسول ﷺ کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکنے کے لیے پھیلاتے تھے۔ انہیں بخوبی اندازہ تھا کہ قرآن صاف دل لوگوں پر اثر ڈال رہا ہے، اس لیے انہوں نے یہ وسوسہ ڈالا کہ محمد ﷺ بھی عام انسان ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے۔ آخر اس میں وہ نرالی بات کیا ہے جو اس کو ہم سے ممتاز کرتی ہو اور ہماری بہ نسبت اس کو خدا سے ایک غیر معمولی تعلق کا مستحق بناتی ہو؟ البتہ اس شخص کی باتوں میں اور اس کی شخصیت میں ایک جادو ہے کہ جو اس کی بات کان لگا کر سنتا ہے اور اس کے قریب جاتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو اس کی سنو اور نہ اس سے میل جول رکھو، کیونکہ اس کی باتیں سننا اور اس کے قریب جانا گویا آنکھوں دیکھتے جادو کے پھندے میں پھنسنا ہے۔
- یہ قرآن کی قوتِ تسخیر تھی (جواب بھی ہے) کہ دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی جس کو ناکام بنانے کے لیے مخالفین کو یہ تدبیریں اور سازشیں کرنا پڑتی تھیں جن کا یہاں ذکر ہے اور جن پر وعید سنائی گئی ہے
- رسولؐ نے کبھی اس جھوٹے پروپیگنڈے اور سرگوشیوں کی اس مہم (Whispering Campaign) کا جواب اس کے سوا نہ دیا کہ " تم لوگ جو کچھ باتیں بناتے ہو سب خدا سنتا اور جانتا ہے (ایک داعی کا ان معاملات کو ہمیشہ اللہ کو تفویض کرنا)

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝٥ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

بَلْ قَالُوْٓا - بلکہ انہوں نے کہا

اَضْغَاث - خیالی، پریشان باتیں

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ - (یہ) خوابوں کے پراگندہ خیالات ہیں

ضَغَث کی جمع (گھاس)- ضَغَث سوکھی ہری گھاس کو ملانا

اَحْلَام: (واحد حُلْم) - خواب

أَضْغَاثُ أَحْلامٍ - خواب ہائے پریشاں

بَلِ افْتَرٰىهُ - بلکہ اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے

اِفْتَرٰی یَفْتَرِیْ ، اِفْتِرَآءٌ : گھڑنا، جھوٹ باندھنا (VIII)

بَلْ هُوَ شَاعِرٌ - بلکہ وہ شاعر ہے

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ - پس چاہیے کہ وہ لائے ہمارے پاس کوئی نشانی

اَتٰی یَاْتِیْ ، اِتْیَانٌ : لانا

كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ - جیسا کہ بھیجے گئے تھے پہلے (رسول)

اَرْسَلَ يُرْسِلُ ، اِرْسَالًا : بھیجنا

الْاَوَّلُوْنَ : اَلْاَوَّلُ کی جمع (پہلے)

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ - نہیں ایمان لائی ان سے پہلے

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا - کوئی بستی کہ ہم نے ہلاک کیا اسے

قَرْيَةٍ : کوئی بستی

اَهْلَكَ يُهْلِكُ ، اِهْلَاكًا : ہلاک کرنا (IV)

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ - تو کیا وہ ایمان لائیں گے

اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۷ وَ مَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ مَا کَانُوۡا خٰلِدِیۡنَ ۸ ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَیۡنٰهُمۡ وَ مَنۡ نَّشَآءُ وَ اَهۡلَکۡنَا الۡمُسۡرِفِیۡنَ

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ -اور نہیں ہم نے بھیجا آپ سے پہلے

اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ - مردوں کو ہی ہم وحی کرتے تھے ان کی طرف

رِجَال : مرد (رَجُلٌ کی جمع)

اَوْحٰی یُوْحِیْ ، اِیْحَآءٌ: وحی کرنا (IV)

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّکۡرِ - پس تم پوچھو اہل ذکر سے

سَاَلَ یَسْئَلُ ، سُؤَالًا: سوال کرنا، پوچھنا

ذِکر یہاں علم اور وحی کے معنی میں یعنی اللہ کی یاد دہانی یا آسمانی کتابیں

أَهْلَ الذِّکْرِ: ذکر (وحی، کتاب) والے لوگ

اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ - اگر تم نہیں جانتے ہو

وَ مَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا - اور نہیں بنایا ہم نے انہیں ایک جسم

جَعَلَ یَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا

جَسَد : جسم

لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ - (کہ) وہ کھانا نہ کھاتے ہوں

اَکَلَ یَاْکُلُ ، اَکْلًا : کھانا(Verb)

طَّعَام : کھانا (Noun)

وَ مَا کَانُوۡا خٰلِدِیۡنَ -اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہنے والے

خَلَدَ یَخْلُد ، خُلْدًا و خُلُودًا : ہمیشہ رہنا

خَالِدٌ: ہمیشہ رہنے والا

ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ - پھر ہم نے سچا کردیا ان سے وعدہ

صَدَقَ یَصْدَقُ ، صِدْقًا: سچا ہونا، سچا کردکھانا

فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَهۡلَكۡنَا الۡمُسۡرِفِيۡنَ ۝٩ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝١٠

فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ - تو ہم نے نجات دی انہیں

(ن ج و) اَنْجٰی یُنْجِیْ ، اِنْجَآءٌ : نجات دینا (١٧)

وَمَنۡ نَّشَآءُ - اور (اسے) جسے ہم چاہتے تھے

مُسْرِف : اسراف کرنے والا
حد سے بڑھ جانے والا

وَاَهۡلَكۡنَا الۡمُسۡرِفِيۡنَ - اور ہم نے ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو

لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ - بلاشبہ یقیناً ہم نے نازل کی

اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا - تمہاری طرف ایک کتاب

فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ - اس میں تمہارا ذکر ہے

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ - تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو

عَقَلَ یَعْقِلُ ، عَقْلًا : عقل رکھنا، سمجھنا

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۶ وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۷ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَ مَنْ نَّشَآءُ وَ اَهْلَكْنَا
الْمُسْرِفِيْنَ ۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۰

وہ کہتے ہیں "بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں، بلکہ یہ اِس کی مَن گھڑت ہے، بلکہ یہ شخص شاعر ہے ورنہ یہ لائے کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ حالاں کہ اِن سے پہلے کوئی بستی بھی، جسے ہم نے ہلاک کیا، ایمان نہ لائی، اب کیا یہ ایمان لائیں گے؟ اور اے محمدؐ، تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہلِ کتاب سے پوچھ لو، اُن رسُولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں، اور نہ وہ سدا جینے والے تھے، پھر دیکھ لو کہ آخرکار ہم نے ان کے ساتھ اپنے وعدے پُورے کیے، اور انہیں اور جس جس کو ہم نے چاہا بچالیا، اور حد سے گزر جانے والوں کو ہلاک کر دیا، لوگو، ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

"Nay," they say, "(these are) medleys of dream! - Nay, He forged it! - Nay, He is (but) a poet! Let him then bring us a Sign like the ones that were sent to (Prophets) of old!" Not one township that We destroyed before them believed. Would they, then, believe? (O Muhammad), even before you We never sent any other than human beings as Messengers, and to them We sent revelation. Ask the People of the Book if you do not know. We did not endow the Messengers with bodies that would need no food; nor were they immortals. Then We fulfilled Our promise with them: We saved them and those whom We pleased, and destroyed the transgressors.

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝5 مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝6

مشرکین کے اشکالات اور اعتراضات

- یہاں مشرکین کے اعتراضات اور پروپیگنڈے کا ذکر جو وہ آپ ﷺ کے خلاف کرتے تھے، قرآنِ کریم کو پراگندہ اور پریشان خواب سمجھنا، مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم ﷺ کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ تھا
- جب نبی ﷺ کی دعوت پھیلنے لگی تو مکہ کے سرداروں نے خاص طور پر حج کے موقع پر منظم پراپیگنڈا مہم چلائی تاکہ آنے والوں کو آپ سے بدگمان کر دیا جائے۔ وہ کبھی آپ کو جادوگر، کبھی شاعر اور کبھی دیوانہ کہتے۔ مقصد لوگوں کو سننے سے روکنا تھا، مگر اس مہم کا الٹا اثر یہ ہوا کہ آپ کی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی۔
- **آپ ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام:** مشرکین مکہ قرآن کی فصاحت، بلاغت اور غیر معمولی اثر کو دیکھ کر لوگوں کو مطمئن نہ کر پاتے، اس لیے انہوں نے آپ ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام لگایا۔ وہ کہتے کہ یہ کلام اللہ کا نہیں بلکہ محمد ﷺ کا اپنا ہے، جس کی دلکشی شاعری جیسی ہے اور شاعر کو جنات خیالات ڈالتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ یہ اعتراض بھی کرتے کہ اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو دوسرے انبیاء کی طرح حسی معجزات کیوں نہیں دکھاتے، اس لیے یہ نبی نہیں بلکہ شاعر اور جادوگر ہیں۔
- حق کا داعی ہمیشہ حق کی دعوت کو دلیل کے زور پر پیش کرتا ہے۔ مخالفین جب دیکھتے ہیں کہ وہ دلیل سے اس کا توڑ نہیں کر سکتے تو وہ طرح طرح کی باتیں نکال کر عوام کو اس سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں
- تاریخ شاہد ہے کہ جو لوگ دلیل سے بات کو نہ مانیں وہ معجزہ کو دیکھ کر بھی اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، ان کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ دلیل کی زبان میں ان کی نصیحت جاری رکھی جائے نہ کہ معجزہ دکھا کر ان پر اتمام حجت کر دی جائے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٧ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝٩

آپ (ﷺ) کے بشر ہونے میں حکمت

- گذشتہ آیات میں مذکور یہ اعتراض کہ ایک بشر نبی نہیں ہو سکتا، کا جواب دیا گیا ہے یہاں کہ ہمیشہ تمام رسول انسان اور مرد ہی بھیجے گئے ہیں، کیونکہ انسانوں کی رہنمائی صرف ہم جنس ہی کر سکتا ہے۔ فرشتے چونکہ انسانی حالات و جذبات سے خالی ہیں، اس لیے وہ انسانوں کے لیے نمونہ نہیں بن سکتے۔ لہٰذا یہ اعتراض بے بنیاد اور عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔
- قرآن نے قریش پر حجت تمام کرنے کے لیے اہل کتاب کو گواہ بنایا کہ وہ نبیوں کی تاریخ جانتے ہیں اور یہ بات نہیں جھٹلا سکتے کہ سب رسول انسان ہی تھے۔ حالانکہ وہ نبی ﷺ کے مخالف اور قریش کے حامی تھے، مگر وہ بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے
- **معترضین کو جواب:** کہ تمام انبیاء بھی اسی طرح کی بشری خصوصیات کے ساتھ آئے تھے جس طرح کی بشری خصوصیات اس نبی (ﷺ) میں ہیں، نہ توان کو ایسے جسم ملے تھے جو کھانے پینے کی ضرورت سے مبرا ہوں اور نہ وہ زندہ جاوید ہو کر آئے تھے۔ وہ بھی انسانوں ہی کہ طرح کھاتے پیتے تھے اور انھیں بھی اسی طرح موت سے دوچار ہونا پڑا جس طرح ہر بشر کو اس سے دوچار ہونا پڑتا ہے
- **رسول کی تکذیب ہلاکت کا باعث:** پچھلی تاریخ کا سبق صرف اتنا ہی نہیں بتاتا کہ پہلے جو رسول بھیجے گئے تھے وہ انسان ہی تھے، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ان کی نصرت و تائید کے، اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو ہلاک کر دینے کے، جتنے وعدے اللہ نے ان سے کیے تھے وہ سب پورے ہوئے اور ہر وہ قوم برباد ہوئی جس نے ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ اب تم اپنا انجام خود سوچ لو
- جیسے پہلے کی قوموں پر ان کے ہلاک ہونے سے پہلے رسول بھیجے گئے تا کہ ان پر حجت تمام ہو جائے، اسی طرح تم پر بھی کتاب نازل ہوئی ہے جو تمہیں واضح یاد دہانی کر رہی ہے۔ اس یاد دہانی کے نتائج بھی سنتِ الٰہی کے مطابق ظاہر ہوں گے۔ عقل استعمال کرو اور اپنی شامت خود نہ بلواؤ، کیونکہ خدا کی سنت کبھی نہیں بدلتی۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰

اس آیتِ کریمہ پر آگے اضافی مواد کے حصے میں ایک مکمل ضمیمہ دیا گیا ہے

وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَرۡكُضُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرۡكُضُوۡا وَارۡجِعُوۡۤا اِلٰى مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِيۡهِ

وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ - اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تہس نہس کر دیں

كَمۡ : سوالیہ (تعداد یا مقدار کے لیے)

قَصَمَ يَقۡصِمُ ، قَصۡمًا : تباہ کرنا

كَانَتۡ ظَالِمَةً - (جو) ظالم تھیں

وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا - اور ہم نے اٹھایا ان کے بعد

اَنۡشَاَ يُنۡشِئُ ، اِنۡشَآءٌ : اٹھانا، پیدا کرنا (IV)

قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ - ایک دوسری قوم

اٰخَرِيۡنَ: اٰخَرُ کا واحد (دوسری)

فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ - تو جب انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب

اَحَسَّ يُحِسُّ ، اِحۡسَاسًا : محسوس کرنا (IV)

بَاۡسَ: جنگ کی شدت، عذاب، سختی

اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَرۡكُضُوۡنَ - (تو) اچانک وہ ان (بستیوں) سے بھاگ رہے تھے

لَا تَرۡكُضُوۡا - انہیں کہا گیا) تم مت بھاگو

رَكَضَ يَرۡكُضُ ، رَكۡضًا : تیزی سے بھاگنا

وَارۡجِعُوۡۤا - اور تم لوٹ آؤ

رَجَعَ يَرۡجِعُ ، رَجۡعًا : لوٹنا

اِلٰى مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِيۡهِ - اس کی طرف تمہیں خوشحالی دی گئی جس میں

اَتۡرَفَ يُتۡرِفُ ، اِتۡرَافًا : آسائش/ خوش حالی دینا

وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

وَ مَسٰكِنِكُمْ - اور اپنے گھروں کی طرف

مَسٰكِن : مَسْكَنٌ کی جمع (گھر، مکان)

لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ - تا کہ تم سے پوچھا جائے

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ - انہوں نے کہا ہائے ہماری بربادی

وَيْلَ : کلمۂ حسرت وندامت (تباہی، بربادی، افسوس)

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ - بلاشبہ ہم ہی تھے ظالم

فَمَا زَالَتْ - تو وہ ہمیشہ رہی

زَالَ يَزَالُ ، زَوَالًا : زائل ہونا

تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ - یہ ان کی پکار

دَعْوٰى : پکار

حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ - یہاں تک کہ ہم نے کر دیا انہیں

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا

حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ - کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بجھے ہوئے

حَصَدَ يَحْصِدُ ، حَصَادًا : فصل کاٹنا

حَصِيْد : صفت مشبہ (کٹی ہوئی فصل)

خَمَدَ يَخْمُدُ ، خَمْدًا : آگ کے شعلوں کا تھم جانا جبکہ انگارہ نہ بجھا ہو، پژمردہ ہونا۔ بجھ کر رہ جانا

خَامِدٌ : اسم الفاعل۔ بجھ کر رہ جانے والا

وَ كَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ۝۱۱ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَرۡكُضُوۡنَؕ ۝۱۲ لَا تَرۡكُضُوۡا وَ ارۡجِعُوۡۤا اِلٰى مَاۤ
اُتۡرِفۡتُمۡ فِيۡهِ وَ مَسٰكِنِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ۝۱۳ قَالُوۡا يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ۝۱۴ فَمَا زَالَتۡ تِّلۡكَ دَعۡوٰٮهُمۡ حَتّٰى جَعَلۡنٰهُمۡ حَصِيۡدًا خٰمِدِيۡنَ ۝۱۵

کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا اور اُن کے بعد دُوسری کسی قوم کو اُٹھایا
جب اُن کو ہمارا عذاب محسُوس ہوا تو لگے وہاں سے بھاگنے
(کہا گیا) "بھاگو نہیں، جاؤ اپنے انہی گھروں میں اور عیش کے سامانوں میں جن کے اندر تم چین کر رہے تھے، شاید کہ تم سے پوچھا جائے" کہنے لگے "ہائے ہماری کم بختی، بے شک ہم خطا وار تھے" اور وہ یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو کھلیان کر دیا، زندگی کا ایک شرارہ تک ان میں نہ رہا

How many a wrong-doing town did We shatter and then raise up another people.
Then, when they perceived Our chastisement they took to their heels and fled.
(They were told): "Flee not, but return to your comforts and to your dwellings. You are likely to be questioned." They said: "Woe to us; surely we were wrong-doers."
They did not cease to cry this until We reduced them to stubble, still and silent.

وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَرۡكُضُوۡنَ ﴿۱۲﴾

تاریخ کا حوالہ

- روئے سخن قریش ہی کی طرف ہے، ان سے کہا جارہا ہے کہ جس طرح تم ایک قوم کی حیثیت سے یہاں آباد ہو اور تمہاری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری رسول بھیجا ہے اسی طرح تم سے پہلے تم سے زیادہ وسیع سطح پر تم سے بڑی قومیں زمین کے مختلف حصوں میں آباد رہی ہیں ان کی طرف بھی مختلف وقتوں میں رسول بھیجے گئے لیکن جب انھوں نے رسول کی ہدایت کو قبول کرنے کی بجائے ظلم کا راستہ اپنایا یعنی بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے اور اس کی اطاعت کرنے کے شیطان کی بندگی جاری رکھی اور اپنے نفس کے تقاضوں کی پیروی کرتے رہے اور اس طرح انھوں نے اپنے اوپر ظلم ڈھایا کہ جس مقصد کے لیے انھیں پیدا کیا گیا تھا اسے اختیار کرنے کی بجائے اور ہی چیزوں کو اپنا مقصد بنا لیا اور اپنے غلط رویئے سے اپنے اوپر ظلم ڈھانے کے ساتھ ساتھ دوسروں پر بھی زیادتیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین کو ظلم سے بھر دیا تو جب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور ان کی تمام قوت و شوکت دھری رہ گئی۔ ان کی بیشمار فوجیں، ان کے بے شمار ذرائع و اسباب اور ٹیکنالوگی ان کا تحفظ نہ کر سکی
- تم نے بھی وہی ظالمانہ روش اپنا لی ہے تو پھر یاد رکھو تمہارا انجام بھی ان سے مختلف نہیں ہوگا۔ جس طرح آج وہ تاریخ میں عبرت کا سامان بن کے رہ گئے ہیں اسی طرح تم بھی کہانیوں کا عنوان بن کے رہ جاؤ گے۔
- عذاب سے کوئی پناہ نہیں ۔ رسولوں کی تنبیہ کو نظر انداز کرنے والی قومیں آخرکار اللہ کے عذاب کا سامنا کر چکی ہیں، اور جب وہ عذاب پہنچا تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں بچا نہ سکی۔ آج قریش بھی اسی خود فریبی میں مبتلا ہیں، لیکن اگر عذاب آئے تو ان کے لیے کوئی پناہ نہیں ہو گی۔

لَا تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ۝۱۳ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝۱۴ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ۝۱۵

ایک طنزیہ اسلوب

- یہ **طنزیہ اسلوب میں ایک خبرداری** ہے گویا اللہ کی گرفت نے اپنی زبان حال سے ان سے کہا کہ اب کہاں بھاگتے ہوا اب بھاگو مت، بھاگنے کا وقت گزر گیا! خدا کے بخشے ہوئے عیش و آرام کے محلات میں واپس جاؤ، جن محلوں اور ایوانوں میں بیٹھ کر خدا کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے رہے ہو، اور اپنے آسودہ حال خدم و حشم کو جمع کرو تاکہ وہ پھر تمہارے سامنے سر تعظیم و تکریم جھکائیں اور کورنش بجالائیں اور پھر اپنی کونسلوں کی میٹنگز بلاؤ تاکہ وہ تمہاری فہم وفراست سے استفادہ کریں
- اگر تمہارے بس میں ہو تو یہ سب کرو مگر اب یہ سب تمہیں کسی فائدے کا نہیں ہوگا۔ اب تو تم اپنے نہایت برے انجام سے دوچار کیے جاؤ گے کیونکہ یہ عذاب تم پر آیا ہی اس لیے ہے کہ تم سے تمہاری بداعمالیوں کا جواب طلب کیا جائے اور تم نے اللہ تعالیٰ کی دعوت کو روکنے کے لیے جو مجرمانہ ہتھکنڈے اختیار کیے رکھے اس کی تم سے بازپرس کی جائے۔ عیش کدے تو تمہارے ساتھ ختم ہوگئے، اب تو تمہیں جوابدہی کے لیے اٹھایا جائے گا تاکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے۔
- **بعد از وقت اعتراف کام نہیں آتا** - جب عذاب نے ان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تب ان کو ہوش آیا، انہیں اپنی نافرمانی اور بداعمالیوں کا احساس ہوا، مگر اب پچھتاوے اور رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہ رہا۔ اللہ کا عذاب ان پر اسی لیے آیا کہ انہوں نے خود اپنے اعمال سے اسے دعوت دی تھی، اور آخرکار وہ متکبر قوم راکھ کے ڈھیر کی مانند برباد ہو گئی۔

اضافی مواد

Reference Material

سُوْرَةِ الْاَنْبِيَآء - (آیات ۱ - ۱۵)

- انسان، روز قیامت کے حساب کے نزدیک ہونے کے باوجود اس سے انتہائی غافل ہے (اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ)
- قیامت کو یاد کرنا اور اس کے حقائق و واقعات میں تدبر و تامل ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔ (وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ)
- قیامت کی نشانیوں اور اس کے اثبات کے دلائل کے بارے میں غور و فکر نہ کرنا غفلت کی نشانی ہے
- قرآن غفلت کو دور کرنے، انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے اور اسکی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کیلئے ہے
- وحی الٰہی، لوگوں کو یاد دہانی کرانا اور غفلت و بے خبری سے انھیں نجات دینا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
- لہو و لعب اور دل کا غیر ضروری اور بے قدر و قیمت امور میں مشغول ہونا دل کی بیماریوں میں سے ہے اور یہ ایک بری اور ناپسندیدہ چیز ہے (مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ)
- مشرکین کی نظر میں انسان ہونے کا مقام نبوت کا حاصل کرنے کے ساتھ سازگار نہ ہونا (هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ)
- مشرکین قرآن پر جادو ہونے کی تہمت لگا کر اسے ہرگز پیروی کے لائق نہیں سمجھتے تھے (اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ)
- قرآن کریم کا پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف سے گھڑا ہوا ہونا سمجھنا، مشرکین کے زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ تھا۔
- مشرکین کا نبی ﷺ کے خلاف تمام ممکنہ سیاسی، ثقافتی اور تبلیغی ہتھکنڈوں کا استعمال - (قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ)
- معجزات الٰہی پر ایمان نہ لانا اور انہیں جھٹلانا۔ گزشتہ امتوں کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا باعث بنا (مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا)

سُوْرَة الْاَنْبِيَآء - (آیات ۱ - ۱۵)

- تمام انبیاء علیہ السلام،انسان اور مرد تھے۔ مقام رسالت،انسان ہونے کے منافی نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام کا انسان ہونا سنت الٰہی ہے (وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِمۡ)
- جن امور میں انسان کو علم نہ ہو وہاں اہلِ علم و خبرہ سے رجوع کرنا لازم ہے (فَسۡـئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ)
- تمام انبیاء علیہ السلام جسمانی خصوصیات اور انسانی ضروریات کے لحاظ سے ایک جیسے تھے (نہ وہ کھانے پینے کی ضروریات سے بے نیاز تھے اور نہ اس دنیا میں ہمیشہ رہنے والے - آیت ۸)
- انبیاء علیہ السلام کے مخالفین کا شمار اللہ نے "مسرفین" میں کیا اور انہیں بآلاخر ہلاک کر ڈالا
- قرآن، باعظمت اور بلند مرتبہ کتاب ہے، جو، انسان کو یاددہانی کرانے والی اور انسان کے ساتھ مربوط مسائل پر مشتمل ہے۔
- اللہ تعالیٰ انسان کو معارف قرآن میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس کی ترغیب دلاتا ہے (آیت ۸)
- ظلم، اسراف ہے اور یہ انسانی معاشروں اور تہذیبوں کے انحطاط اور انہدام کا سبب ہے (وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً)
- انبیاء علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلانے والے معاشروں پر عذابِ الٰہی سے پہلے عذاب کی نشانیوں اور علامات کا ظاہر ہونا۔(آیت ۱۲)
- ظالم معاشروں کے مترفین (پر تعیش زندگی کے حامل افراد، جو مسرفین بھی)، نزول عذاب کے وقت اپنا مال و متاع اور گھر چھوڑ کر فرار ہونے والے- اس فرار کا کوئی فائدہ نہیں (لَا تَرۡكُضُوۡا وَارۡجِعُوۡۤا اِلٰى مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِيۡهِ وَمَسٰكِنِكُمۡ)
- عذاب الٰہی کے مشاہدہ کے وقت انسان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور اپنے کردار سے پشیمان ہونا، جو کوئی فائدہ نہیں دیتا(آیت ۱۴)

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔ آیت ۱۰

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا انسانیت کے نام آخری اور کامل پیغام ہے جو رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت و رحمت کا سرچشمہ ہے۔ اس سورت (الانبیاء) کی آیت نمبر 10 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

یہ آیت کریمہ قرآن مجید کے مرکزی مقصد اور اس کی عالمگیر اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے، اس مختصر مگر گہری تعبیر کے ذریعے اللہ تعالیٰ یہ بتا رہے ہیں کہ یہ کتاب محض تاریخ یا قصے کہانیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ براہِ راست انسان کی زندگی، اس کے ماضی، حال اور مستقبل سے تعلق رکھتی ہے۔ قرآن ہر قاری کو متوجہ کرتا ہے کہ اس میں تمہارا ہی ذکر ہے، تمہاری ہدایت، تمہاری عزت، اور تمہاری نجات کا راستہ بیان ہوا ہے

اس آیت کے تحت مفسرین نے اس کے مختلف پہلو بیان کیے ہیں: کہیں یہ نصیحت ہے، کہیں عزت و شرف کا ماخذ، کہیں انسانی کرداروں کا آئینہ اور کہیں امت کی تاریخ و تقدیر کا جامع دستور۔ ان تمام آراء کو اس ضمیمے میں جمع کرکے پیش کیا جا رہا ہے:

1. **قرآن۔ نصیحت، یاد دہانی اور بیداری کا وسیلہ** (اصلی اور معروف معنی) ۔زیادہ تر مفسرین نے یہاں ذکر کے معروف معنی (یاد دہانی اور نصیحت کرنا) مراد لیے ہیں، ان کے لحاظ سے آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کتاب کوئی کہانیوں کا مجموعہ نہیں، یہ تمہاری لیے یاد دہانی، نصیحت وعظ اور فکر وآگاہی کا بہترین ذریعہ ہے، یہ تمہیں بھلائی اور برائی کے فرق سے آگاہ کرتی ہے، تمہاری اصلاح کرتی ہے اور تمہیں آخرت کے عذاب سے ڈراتی ہے -

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے۔ آیت ۱۰

2. قرآن - انسان کی اپنی سرگزشت اور مسائل کا حل — ان معانی کے اعتبار سے، قرآن میں انسان کے فطری، اخلاقی، اور عملی معاملات کا تفصیلی ذکر موجود ہے:

- قرآن کا موضوع اور مخاطب انسان ہے اس طرح "فِيْهِ ذِكْرُكُمْ" سے مراد ہے کہ اس میں تمہاری اپنی کہانی بیان کی گئی ہے
- کامیابی کی ضمانت: اس میں وہ عقائد، ضابطۂ حیات، اور اخلاق بیان کیے گئے ہیں جو تمہاری کامیابی اور کامیاب زندگی کی بنیاد ہیں
- انسانی ساخت اور نفسیات: اس میں انسان کی فطرت، ساخت، آغاز و انجام پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں انسان کے جذبات، خواہشات اور نفسیاتی کیفیات سے مکمل آگاہی دی گئی ہے
- فطری محرکات: انسان کے فطری رجحانات (Instincts and Natural Drives) یعنی وہ بنیادی جبلتیں، رجحانات اور خواہشات جو ہر انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہوتی ہیں، قرآن کریم انہیں نظرانداز کرنے یا انہیں ختم کرنے کی بجائے، انہیں صحیح رخ اور تعمیری مقصد دیتے ہوئے ہدایت فراہم کرتا ہے- ہدایت کا یہ طریقہ انسان کی فطرت سے متصادم نہیں ہے، بلکہ اس کی فطرت کے عین مطابق ہے۔
- تاریخی کرداروں کا آئینہ: یہ قرآن انسان کے لیے ایک آئینہ ہے جس میں وہ اپنی شکل پہچان سکتا ہے۔ اس میں گزری پہلی قوموں اور شخصیات کی خبریں ہیں اور بعد میں آنے والوں کے احوال بھی (فِيهِ نَبَأُ مَا كان قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ)
- انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی نشاندہی: قرآن صرف اعلیٰ اوصاف نہیں بتاتا بلکہ انسان کی کمزوریاں، لغزشیں اور نفسانی دھوکے بھی واضح کرتا ہے تاکہ آدمی اپنی اصلاح کر سکے۔

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔ آیت ۱۰

3. قرآن - عزت، شرف اور دائمی شہرت کا ذریعہ (مجازی معنی) :اس مفہوم کے مطابق، "فِيهِ ذِكْرُكُمْ" کا مطلب ہے کہ قرآن تمہارے لیے عزت، فضیلت اور دائمی شہرت کا باعث ہے

⇦ عربوں کے لیے شرف - قرآن مجید اہل عرب اور پوری امت مسلمہ کے لیے عزت، شرف اور شہرت کا سبب بنا۔ قرآن کی بدولت عربوں اور مسلمانوں کو پوری دنیا میں مرکزیت حاصل ہوئی اور ان کا نام بلند ہوا۔ قرآن سے پہلے ان کی کوئی قابل ذکر حیثیت نہ تھی، مگر جب انہوں نے اس پیغام کو تھاما اور دنیا میں پھیلایا تو ساری انسانیت کی رہنمائی کی

یہ شرف اور عزت مشروط ہے۔ جب تک اہلِ عرب اور مسلمان اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہے، وہ دنیا پر غالب رہے؛ جب اسے چھوڑ دیا تو اُن کا ذکر بھی ختم ہونے لگا اور وہ ذلت کا شکار ہوئے۔ گویا قرآن ان کی عظمت کی "بڑی دستاویز" ہے

4. قرآن - زندگی کا مکمل دستور : قرآن میں زندگی کے تمام شعبوں - عقائد، عبادات، معاشرت، معیشت اور اخلاقیات - کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ اس میں کوئی ایسا پہلو نہیں چھوڑا گیا جو انسان کی رہنمائی کے لیے ضروری ہو۔ یہ ایک کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے، یہ پہلو انسان کو دکھاتے ہیں کہ یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں بلکہ حقیقی زندگی کا نظام ہے۔

5. قرآن - اہلِ عرب اور قریش کے لیے تنبیہ : قرآن نے اپنے اولین مخاطبین پر واضح کیا کہ جس طرح پچھلی قوموں پر رسول اور کتاب بھیجے گئے تاکہ حجت قائم ہو، ویسے ہی تم پر یہ آخری رسول اور آخری کتاب آئی ہے۔ اب تم پر وہی قانون لاگو ہوگا جو پہلی قوموں پر تھا: ایمان لانے والوں کے لیے فلاح اور انکار کرنے والوں کے لیے ہلاکت۔ یہ عذر نہیں چلے گا کہ ہم ابراہیمؑ کی اولاد ہیں یا بیت اللہ کے متولی۔ اللہ کے قانون میں دو عملی نہیں۔

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔آیت ۱۰

6. قرآن - دائمی معجزہ اور زندہ دلیل— "ذکرکم" اس معنی میں بھی ہے کہ یہ کتاب ایک زندہ اور دائمی معجزہ ہے. یہ ایک ایسی نعمت ہے جو نازل ہونے کے بعد بھی ہر نسل میں زندہ رہے گی اور انسانیت کو معقول دلیل و رہنمائی فراہم کرتی رہے گی، برخلاف ان گذرے تمام معجزات کے جو ایک عہد تک ہی محدود رہے ہیں۔ اس کتاب کی اخلاقی تعلیمات، نظامِ حیات اور عقیدہ میں رہنمائی وقتی یا عارضی نہیں ہے بلکہ تمام زمانوں کے لیے ہے۔ اب تک کاانسانی علم قرآن کی سی رہنمائی، انسانی زندگی کے کسی شعبے میں پیش نہیں کر سکا ہے۔ جدید سائنس، فلسفہ، سیاسی نظام یا معاشی ماڈل کسی میں بھی وہ توازن نہیں جو قرآن کی پیش کردہ تعلیمات میں ہے اور قرآن ہر زمانے کے انسان کو چیلنج دیتا ہے کہ اس کا نعم البدل پیش کرے

7. قرآن - تمہارے لیے حجت و دلیل—قرآن قیامت کے دن تمہارے لیے اللہ کے حضور حجت ثابت ہوگا۔ اس کے نزول کے بعد تم یہ عذر پیش نہیں کر سکوگے کہ ہمارے پاس کوئی رہنما نہیں آیا۔ یہ کتاب تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان واضح دلیل ہے

8. قرآن - کفار کے اعتراضات کا جواب—یہ کفار مکہ کے ان اعتراضات کا جواب بھی ہے جن میں وہ قرآن کو شاعری، جادو یا پراگندہ خواب قرار دیتے تھے۔ اس کے برعکس قرآن ایک سنجیدہ، مفید اور ہمہ گیر کتاب ہے جس کا ہر حرف حقیقت پر مبنی ہے

9. قرآن - امت کے شرف و ذمہ داری کی یاد دہانی— "ذکرکم" اس معنی میں بھی کہ یہ تمہیں تمہاری ذمہ داری یاد دلاتا ہے۔ اہل ایمان کو بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب تمہارے لیے ہی نمونہ ہدایت ہے اور قیامت تک تمہیں اس کے امین بننا ہے۔ یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے. اپنے آپ کو اس کتاب کے آئینے میں دیکھ کر، اس پر عمل کرنا اور انسانیت کے رہنمائے بننا، امت محمدیہ کا منصب ہے۔

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔آیت ۱۰

- فِیہِ ذِکْرُکُمْ کے یہ تمام معنی اور مفاہیم ایک دوسرے کی نفی نہیں کرتے بلکہ در حقیقت ایک دوسرے کی تائید اور تکمیل کرتے ہیں۔قرآن مجید ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں انسان کے ماضی، حال اور مستقبل کے تمام پہلو سما گئے ہیں۔ یہ ہر فرد کے لیے ایک ایسا آئینہ ہے جس میں وہ اپنی حقیقت دیکھ سکتا ہے، اپنی خامیوں اور خوبیوں کو پہچان سکتا ہے، اور اپنے لیے راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ گویا یہ وہ کتاب ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے
- قرآن میں ہر انسان کی اپنی سر گزشت ہے، چاہے مومن ہو، منافق یا منکر- عام انسان سے ولی و عالم تک ہر کردار کی مثالیں موجود ہیں
- ہر فرد اور قوم کے انجام کی خبریں، اسباب، راستے اور انجام واضح کیے گئے ہیں
- اس میں تعلیم و تربیت اور فکری بیداری کا سامان موجود ہے
- دین، شریعت، مکارمِ اخلاق اور زندگی کے ہر پہلو کی تعلیم ہے
- ہر دور کے مسلمان کے لیے عقائد، معاملات، اخلاق اور احکام کی راہنمائی ملتی ہے۔
- ذاتی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی، اخلاقی -ہر مشکل کا حل اس کتاب میں موجود ہے۔
- سابقہ قوموں کی نافرمانی و تباہی —اور ان کے اسباقِ عبرت جا بجا موجود ہیں

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔آیت ۱۰

فِيهِ ذِكْرُكُمْ - کے تمام ممکنہ معنی

- دلیل اور اتمام حجت
- انسان کا تذکرہ اور اس کی فطرت
- نصیحت و ہدایت
- عزت و شرف کا سرچشمہ
- دائمی معجزہ
- سب کرداروں کا ذکر
- انسانیت کا آئینہ
- اخلاقی و فکری بیداری
- دین و شریعت کا بیان
- مسائل کا حل
- امت کی ذمہ داری
- فرد کو اس کا عکس دکھانے والا آئینہ

قرآن کا آئینہ : حضرت احنف بن قیسؒ کی خود شناسی کا سفر

- حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ (جو مشہور تابعی، زہد و حلم میں مشہور اور قبیلہ بنی تمیم کے سردار تھے) کا واقعہ اس قرآنی آیت "لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ" (سورۃ الانبیاء: 10) کی تفسیر میں بیان ہوتا ہے، جس میں انہوں نے خصوصی طور پر اپنے آپ کو اس کتاب میں تلاش کیا۔اس واقعہ سے گہرے تدبر، قرآن کے ساتھ ذاتی تعلق اور خود احتسابی کی عظیم مثال ملتی ہے۔
- یہ مکمل قصہ ایک مضمون کی صورت میں سیّدابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی معروف تصنیف "پرانے چراغ" (حصہ سوم) میں بیان کیا ہے، جسے ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، نومبر 2018 کی اشاعت میں استفادۂ عام کے لیے شائع کیا گیا
- اس واقعے (مضمون) کی پی ڈی ایف فائل اس قرآن کلاس کی پریزینٹیشن کے ساتھ شئر کی جارہی ہے

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔آیت ۱۰

- نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ جو سنن الترمذي میں روایت ہوئی ہے، اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتی ہے کہ قرآن اپنی تعلیمات، نظامِ حیات اور عقیدہ کے اعتبار سے ہر دور کے لیے زندہ چیلنج ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتنوں کے زمانے میں نجات صرف کتاب اللہ میں ہے، کیونکہ اس میں ماضی کی خبریں، آئندہ کے حالات، اور حال کے مسائل کا عدل پر مبنی حل موجود ہے۔ یہی قرآن وہ فیصلہ کن معیار ہے جس کے مطابق بولنے والا سچا، عمل کرنے والا کامیاب، فیصلہ کرنے والا عادل اور دعوت دینے والا سیدھے راستے پر ہوتا ہے۔ اس کے معانی کبھی پرانے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کے عجائب ختم ہوتے ہیں، اسی لیے یہ ہر نئی تہذیب اور ہر ابھرتی ہوئی فکری لہر کے سامنے تازہ رہتا ہے۔ یوں قرآن کی ابدی تازگی اور ہمہ گیر ہدایت ہی وہ پہلو ہے جو اسے ہر زمانے کے نظاموں اور فلسفوں کے لیے مستقل چیلنج بنا دیتی ہے:

- عن الحارثِ الأعْوَرِ قالَ: مَرَرْتُ فِي المِسْجِدِ، فَإِذَا النّاسُ يَخُوضُونَ فِي الأَحَادِيثِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيّ، فَقلت: يَا أَمِيرَ المؤْمِنِينَ، أَلاَ تَرَى النّاسَ قَدْ خَاضُوا فِي الأحَادِيثِ؟ قالَ: وقد فَعَلُوهَا؟ قلت: نَعَمْ، قالَ: أَمَا إِنِي قد سَمِعْتُ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "أَلاَ إِنّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ، فَقلت: مَا المخْرَجُ مِنْهَا –يَا رَسُولَ الله–؟ قالَ: كِتَابُ الله، فِيهِ نَبَأُ مَا كان قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ، وَهُوَ الفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبّارٍ قَصَمَهُ الله، وَمَنْ ابْتَغَى الهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلّهُ الله، وَهُوَ حَبْلُ الله المتِينُ، وَهُوَ الذّكْرُ الْحَكِيمُ، وَهُوَ الصّرَاطُ المسْتَقِيمُ، هُوَ الّذِي لاَ تَزِيغُ بِهِ الأَهْوَاءُ، وَلاَ تَلْتَبِسُ بِهِ الالْسِنَةُ، وَلاَ يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ، وَلاَ يَخْلُقُ على كَثْرَةِ الرّدّ، وَلاَ تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ، هُوَ الّذِي لَمْ تَنْتَهِ الجِنّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتّى قالُوا: {إِنّا سَمِعْنَا قُرْآنَا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرّشْدِ فَآمَنّا بِهِ}، مَنْ قالَ بِهِ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ، وَمَنْ حكَمَ بِهِ عَدَلَ، وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ". خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ (سنن الترمذي)

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے ۔ آیت ۱۰

○ حضرت حارث اعور کہتے ہیں: میں مسجد میں گزرا تو دیکھا کہ لوگ باتوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ لوگ بحث و گفتگو میں پڑے ہوئے ہیں؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا۔" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس سے نکلنے کا راستہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی کتاب۔ اس میں تم سے پہلے والوں کی خبریں ہیں، تمہارے بعد آنے والوں کی خبر ہے، اور تمہارے درمیان کے معاملات کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ کن کلام ہے، مزاح یا کھیل نہیں۔ جس جابر نے اسے چھوڑا اللہ اسے توڑ دے گا، اور جس نے اس کے سوا ہدایت چاہی اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، یہ حکمت بھرا ذکر ہے، یہ صراطِ مستقیم ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے خواہشات بگاڑ نہیں سکتیں، نہ زبانیں اسے گڈمڈ کر سکتی ہیں، علما اس سے کبھی سیر نہیں ہوتے، بار بار دہرانے سے یہ پرانی نہیں ہوتی، اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ جنّات نے جب اسے سنا تو کہا: {ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جو سیدھی راہ دکھاتا ہے، سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔} جس نے اس کے مطابق کہا، سچ کہا؛ جس نے اس پر عمل کیا، اسے اجر ملا؛ جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا، عدل کیا؛ اور جس نے اس کی طرف دعوت دی، وہ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کیا گیا۔" پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: "اے اعور! یہ بات اپنے پاس محفوظ رکھ لو۔" (سنن ترمذی)